www.novelsclubb.com
فریب تیری ذات کا
از قلم مریم بتول جکھڑ
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

فریب تیری ذات کا

از قلم

مریم بتول جکھڑ

www.novelsclubb.com

صبح خنکی کی چادر میں لپٹی تھی۔ حویلی کی دیواریں گہری دھند میں گم تھیں۔ درختوں کے پتے گیلے تھے۔

ایسے میں وہ باورچی خانے میں چولہے کے سامنے کھڑی ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔

انا برآمدے کے ستونوں سے ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔ اُسکی نظریں ایک ھی جگہ جم سی گئیں تھیں جیسے وہ کسی گہری سوچ میں گم ھو۔ اسی اثنا فاطمہ خاتون کی آواز اُسکے کانوں سے ٹکرائی۔

www.novelsclubb.com

"انا ذرا یہاں آؤ۔"

"جی بس آئی۔" وہ ذرا بلند آواز میں جواب دیتی باورچی خانے کی طرف بڑھی۔

پھر اُن کے ساتھ کھانا لئے کمرے میں چلی آئی جہاں اسد پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ آج انا نے کالج سے چھٹی کی تھی اِسی لئے وہ ناشتہ کر کے سیدھا آفس ھی جا رھا تھا۔

"احمد کو بولو کہ خود آ کر سنبھالے آفس کو______وہ تو کینیڈا میں جا کر ھی بس گیا ھے۔بھائی کا بھی کچھ خیال کر لے۔" فاطمہ خاتون کھانے کے دوران ماتھے پر بل ڈالے بولیں۔اسد اُنہیں دیکھ کر ہولے سے مسکرایا۔

"اب اُسے الزام تو نہ دیں۔۔۔۔وہ بھی وہاں کھیل کود نہیں کر رھا اپنا بزنس ھی چلا رھا ھے،یوں کہیں کہ آپ یاد کر رھی ھیں اُس کو اور وہ آ نہیں رھا۔" اسد سر جھکائے بولا۔

فاطمہ خاتون نے ایک شکوہ آمیز نگاہ اُس پر ڈالی۔انا بس خاموشی سے اُنہیں دیکھتی رھی۔

"اُسکا بزنس تو بس نام کا ھی بزنس ھے اسد۔۔۔وہاں وہ بزنس کے نام پر کچھ نہیں کر رھا بس بے روزگاروں کو نوکری دیتا ھے اور زیادہ تر وہاں گئے ھوئے بے روزگار پاکستانی ھی ھوتے ھیں۔رضا نے بتایا تھا مجھے۔۔۔اُسے بھی اُس نے ایسے

www.novelsclubb.com

ھی نوکری دی تھی جب وہ بُرے حالات میں تھا۔" وہ بولیں۔اُن کی بات سن کرانا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"آپ کو تو اِس بات پر پھر بہت خوش ھونا چاھئے کہ آپکا بیٹا لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کررھا ھے۔" اسد نے شانے اچکاتے ھوئے اُنھیں احساس دلانا چاھا۔

"میں بہت خوش ھوں اسد۔۔۔لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کا درس میں نے ھی دیا ھے اُسے۔اور وہ اچھا کام کررھا ھے۔۔۔ لیکن کیا اب دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لئے وہ اپنی زندگی جینا ھی چھوڑ دے گا؟"

وہ ھاتھ میں نوالہ لئے اسد کی جانب دیکھ کر پوچھنے لگیں۔انا نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔وہ اُن دونوں کی گفتگو میں بغیر مداخلت کیے تحمل سے سنتی رھی۔

"آپ کو ایسا لگتا ھے وہ اپنی زندگی نہیں جی رھا؟ تو آپ کو بالکل غلط لگتا ھے ماں جی۔۔۔وہ اپنی ھی زندگی جی رھا ھے اور اپنی زندگی وہ اپنے ھی طریقے سے جیتا

ھے، ھم اُس پر اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتے،اِس لیے جب وہ سمجھے گا کہ اُسے آ جانا چاھئے تو وہ خود ھی آ جائے گا۔"

اسد سنجیدگی سے بولا اور کھانا ختم کرتے ھوئے اُٹھ کھڑا ھوا۔

"ٹھیک ھے چلتا ھوں_____دعا کیجئے گا۔"وہ اُن کے گرد بازو حائل کر کے ملتا ھوا بولا۔

"اللہ کی امان میں۔"وہ بھی مسکرائیں۔

اُس کے جانے کے کچھ دیر بعد انا برتن سمیٹتے ھوئے باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

اُسی دوران دروازے پر دستک ھوئی۔وہ برتن شیلف پر رکھ کر واپس پلٹی اور سر پر چادر رکھتی دروازے کے قریب پہنچی۔

"کون ھے؟"

www.novelsclubb.com

ویسے تو اِس وقت کریم (ملازم) ھی آیا کرتا تھا۔ مگر وہ پھر بھی عادتاً پوچھنے لگی۔ لیکن دوسری طرف سے آواز سن کر اُسکے چہرے کے تاثرات اچانک ھی بدل گئے۔

"میں ھوں۔۔۔۔المان۔"

اُس نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔وہ سامنے ھی کھڑا تھا۔جینز شرٹ کے اوپر سیاہ جیکٹ پہنے بھوری آنکھیں انا پر جمائے۔

وہ سپاٹ چہرہ لئے ذرا سا پیچھے ھوئی تاکہ اُسے اندر آنے کا راستہ دے سکے۔وہ اندر آ گیا۔

"اکیلے ھی ھو؟"اُسکے پوچھنے پر وہ رُک کر اُسے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"اکیلا ھی کافی ھوں۔"اور صحن سے آگے موجود راہداری کی جانب بڑھ گیا۔

انا کے چہرے پر خوامخواہ ھی ناگواریت پھیلنے لگی تھی۔

پھر وہ بھی اُسکے پیچھے امی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اب کمرے میں اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔انا بھی ایک طرف کھڑی اُنہیں دیکھ رھی تھی۔

"اور بتاؤ کیسے آنا ھوا اِس طرف؟"فاطمہ خاتون نے چند رسمی سے سوال و جواب کے بعد پوچھا۔

"یونہی بس دل کر رھا تھا آپ سے ملنے کو۔۔۔اسد بھائی گھر پر نہیں ھیں؟"اُس نے ارد گرد دیکھا پھر پوچھا۔

"ابھی تمہارے آنے سے پہلے ھی آفس کے لئے نکلا ھے۔۔۔۔ناشتہ کرو گے؟"

اُنہوں نے ساتھ ھی پوچھا۔

"نہیں تائی۔۔۔میں ناشتہ کر کے آیا ھوں۔"اُس نے ایک نظر قریب کھڑی انا کو دیکھا پھر اُنہیں دیکھ کر مسکراتے ھوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"انا جاؤ الماں کے لئے چائے ھی بنا لاؤ پھر۔" اور اُن کے کہنے پر وہ یونہی بے تاثر چہرہ لئے کمرے سے نکل گئی۔

"کیا کوئی خاص بات ھے؟ گھر میں تو سب ٹھیک ھے نا؟"

وہ اُسے بغور دیکھتے ھوئے پوچھنے لگیں۔

"سب ٹھیک ھے تائی۔۔۔ کیا میں آپ سے کسی خاص وجہ کے بغیر ملنے نہیں آ سکتا ؟" اُس نے پوچھا تو وہ عجیب سے انداز میں مسکرائیں۔

"آجکل کی حقیقت ھے یہ جسے تم نے سوال بنا کر پیش کیا ھے۔" وہ بیڈ پر پڑے بستر کو سیدھا کرنے لگیں۔ پھر پاؤں اوپر کرتیں وہیں بیٹھ گئیں۔

وہ اُن کے سامنے پڑے سنگل صوفے پر بیٹھا تھا۔

کمرے میں بہت کم سامان رکھا گیا تھا۔ایک طرف الماری اور ساتھ لکڑی کا بنا اسٹینڈ تھا۔ایک عدد صوفے کے سامنے چھوٹا سا میز رکھا گیا تھا۔درمیان میں بیڈ اور اُسکے بائیں جانب آئینہ۔

"چھوڑو ساری باتیں۔۔۔تم یہ بتاؤ گاؤں کے حالات کیسے ھیں اب؟تمہارے تایا اور چچا سب وہیں پر ھوتے ھیں نا۔۔۔؟"

اُنہوں نے بغیر کوئی دلچسپی ظاہر کیے سرسری سا پوچھا۔المان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"سب وہیں ھوتے ھیں۔۔۔بس آپ ھی یہاں آ گئے ھیں،یہاں تک کہ عالم تایا بھی وہیں ھوتے ھیں۔۔۔ھمارے پاس۔"وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔فاطمہ اُسکی بات پر تھکن سے مسکرائیں۔

"اور تمہارے سلطان چچا؟اُن کی فیملی کے بارے میں کیا کہو گے تم؟"

فرقان چوہدری، سلطان چوہدری اور ابراہیم چوہدری تینوں عالم چوہدری کے بھائی تھے۔ فرقان چوہدری اُن سے بڑے تھے جبکہ باقی دونوں ہی عالم چوہدری سے چھوٹے تھے۔ احمد اور اسد دونوں عالم چوہدری کے بیٹے تھے۔

سلطان چوہدری کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ اُن کا سب سے بڑا بیٹا ابھی بائیس برس کا تھا۔ جبکہ ابراہیم چوہدری کا ایک بیٹا الماں ابراہیم اور تین بیٹیاں سفینہ، شازیہ اور ماریہ تھیں۔

"سلطان چچا اور اُن کی فیملی کا وہاں نہ رهنا هی هم سب کے لئے بہتر تھا لیکن آپ لوگ تو کم از کم وہاں رہ سکتے تھے۔۔۔ آپ تو مستقل هی یہاں آگئیں۔" وہ چہرہ ذرا جھکائے اُنہیں دیکھتے هوئے بولا۔ اُسی لمحے وہ کمرے میں داخل هوئی۔

"کیا اُس درخت پر پرندوں کے گھونسلے محفوظ رہ سکتے هیں جہاں سانپوں کا بسیرا هو۔۔۔ نہیں نا؟ تو پھر انسان بھی اُس جگہ نہیں رہ سکتے جہاں چہروں پر خول پہنے

ھوئے منافقوں کا بسیرا ھو۔" وہ اُسے بے تاثر نگاھوں سے دیکھتی چائے اُسکے سامنے میز پر رکھتی ھوئی بولی۔

الماں کی آنکھیں ایک پل کے لئے سرد ھوئیں تھیں۔ مگر اگلے ھی پل وہ دوبارہ نارمل ھوا۔

"کون سے منافق؟ ذرا وضاحت کرنا پسند کرو گی؟" وہ گہری نظروں سے اُسے دیکھتے ھوئے بولا۔

انا بھی بیڈ پر فاطمہ خاتون کے ساتھ جا بیٹھی تھی۔

"وضاحتیں وہاں دی جاتی ھیں جہاں سامنے والے کو اپنی اھمیت کا احساس دلانا مقصود ھو۔۔۔اور جہاں سن کر مذاق نہ اڑایا جائے، یہ دونوں چیزیں یہاں لاگو نہیں ھوتیں اِس لئے بہتر ھے کہ انسان باتوں کو خود سے سمجھنے کی عقل رکھتا ھو۔"

وہ ابرو اٹھا کر بولی تو الماں کا چہرہ سرخ ھونے لگا۔

"تم دونوں لڑنا تو بند کرو۔۔۔انا اب تم کچھ نہیں بولو گی۔" فاطمہ خاتون نے المان کا چہرہ دیکھتے ہوئے انا کو تنبیہ کی۔

"امی مجھے کسی سے کوئی بھی بات کرنے کا شوق نہیں ہے، لوگ پہلے اُدھیڑتے ہیں، نوچ کھاتے ہیں، زخم دیتے ہیں اور پھر انہی زخموں کو سینچنے پہنچ جاتے ہیں کہ جیسے اِن کی ہمدردی کے بغیر کوئی زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔" وہ تلخی سے بولی اور پھر تیزی سے اُٹھتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اِس کی باتوں کا برا مت ماننا المان۔۔۔پتہ نہیں کبھی کبھی اِسے کیا ہو جاتا ہے، ہر ایک کے ساتھ ایسے ہی تلخ ہو جاتی ہے۔" فاطمہ خاتون نے ذرا دھیمے لہجے میں کہا۔

"کبھی کبھی نہیں۔۔۔بس مجھے دیکھ کر ہی اِسے کچھ ہو جاتا ہے۔" المان نے ایک لمحے کے لئے سوچا۔

"نہیں کوئی بات نہیں تائی۔۔۔۔ ھو سکتا ھے وہ کسی بات پر پریشان ھو۔" وہ ذرا سا مسکرا کر بولا اور سامنے پڑا چائے کا کپ اُٹھا لیا۔ "کہیں چائے میں بھی زہر نہ ملا لائی ھو" اُس نے سوچا اور پھر مشکل سے ایک گھونٹ بھرا۔

★★★★★★★★

اُس روز مہک اور وہ دونوں ایک ساتھ ھی یونیورسٹی گئیں تھیں۔ مہک کا حلیہ ویسا ھی تھا وہ ہلکے نیلے گاؤن میں ملبوس سر پر حجاب لپیٹے ھوئے تھی۔ علما نے جینز شرٹ پہن رکھی تھی۔ جبکہ گھنگریالے بال کھلے ھوئے کمر پر گر رھے تھے۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ کئے وہ خوبصورت تو لگ رھی تھی۔ آنکھوں کو بھلی لگنے والی خوبصورت۔

وہ دونوں ایک ساتھ چلتی لڑکیاں دیکھنے میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔

www.novelsclubb.com

اُسی لمحے اُس کی ملاقات اتاش سے ھو گئی۔ وہ دور سے ھی اُنہیں دیکھ کر اُس طرف آ گیا تھا۔ مہک جانتی تھی کہ اُس کے بعد اگر علما کی کسی کے ساتھ دوستی تھی تو وہ اتاش تھا۔ مگر وہ چاہ کر بھی کبھی اُس سے بات نہیں کر پائی تھی۔ وہ جب بھی علما کے ساتھ ھوتی اور وہ آ جاتا تو اُن کی بات صرف حال پوچھنے تک ھی محدود رھتی۔ اور یہ بات اتاش کے بعد یونیورسٹی کا ھر اسٹوڈنٹ بھی جانتا تھا کہ مہک کسی لڑکے سے بات نہیں کرتی۔ بلکہ لڑکیوں میں بھی اُس کی دوستی علما تک ھی محدود تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ھے مہک؟ علما نے بتایا تمہارے بارے میں۔" وہ علما کے ساتھ کچھ گفتگو کے بعد اب اُس سے مخاطب ھوا۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کا شکر ھے۔" وہ اتنا ھی بولی۔ اتاش نے بغور اُسے دیکھتے ھوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا علما ______ میری کلاس کا وقت ھو رھا ھے، بعد میں ملتے ھیں۔" وہ علما سے کہہ کر چلی گئی۔

"مہک کچھ زیادہ ھی ریزرو نہیں ھے؟" اُسکے جانے کے بعد اتاش نے سرسری سے انداز میں پوچھا تھا۔

"ھاں شاید وہ اپنے آپ میں رھنا زیادہ پسند کرتی ھے۔۔۔اُسے لوگوں میں گُھلنا ملنا اچھا نہیں لگتا۔" علما نے جواب دیا۔

"اوہ______" اُس نے سمجھتے ھوئے سر کو خم دیا۔

"کیا خیال ھے پھر؟ آج شام ریور کیم پر ملتے ھیں۔" اتاش اب اُس کے ساتھ چلتے چلتے لان میں پہنچ چکا تھا۔

"ریور کیم پر؟ کیوں کوئی خاص بات ھے؟" وہ دھیمے سے مسکرائی۔

"تمہارے ساتھ ھوئی میری ہر بات ھی خاص ھوتی ھے۔" وہ بولا۔ علما نے خود کو مسکراتے ھوئے محسوس کیا تھا۔

"سچ کہہ رھا ھوں۔" اُسے خاموش پا کر وہ بولا۔

"کیونکہ خاص لوگوں سے خاص باتیں ھی ھوتی ھیں۔" علما کے جواب پر اُس نے ابرو اچکا کر اُسے دیکھا۔

"سمجھدار ھو۔"

کچھ پل کی خاموشی کے بعد اتاش نے دوبارہ اُسے مخاطب کرنا چاھا۔

"تم سے ملنا چاھتا ھوں کیونکہ کچھ باتیں تنہائی اور خاموشی میں ھو جائیں تو زیادہ بہتر ھوتا ھے۔۔۔ تمہارا دیا ھوا خط پڑھ لیا تھا میں نے۔"

علما کی دھڑکن ایک دم ھی تیز ھوئی تھی۔ تو کیا اُس نے پڑھ لیا؟ کیا وہ ہنسا ھو گا؟ یا پھر وہ مجھے جواب دے گا؟ کچھ بولے گا؟ کچھ پوچھے گا؟ بہت سارے سوال اُس کے ذہن پر اُبھرے تھے۔

"کیا ھوا؟ ملو گی؟" اُس نے سوال دہرایا۔

"ھاں اگر برف باری نہ ھوئی تو۔" وہ بولی اور پھر اُسے دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس دی۔

وہ بھی جواباً مسکرایا۔

★★★★★★★★

گجرات کی سڑکوں پر چہل پہل جاری تھی۔ دھند چھٹ چکی تھی اور سورج تمازت بخش تھا۔

وہ لاؤنج سے ھوتی ھوئی تیز تیز قدم اُٹھاتی باھر کی جانب بڑھ رھی تھی۔ دروازے کے باہر ھی اُسکے قدم رُک گئے تھے۔ وہ لان میں سفید میز کے گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھے اخبار ھاتھوں میں تھامے ھوئے تھے۔ سفیرہ کے چہرے پر تلخی رقم تھی۔ وہ زرد قمیص کے نیچے چوڑی دار پاجامہ پہنے دوپٹہ کندھوں پر لٹکائے ھوئے تھی۔ بال جوڑے کی صورت بے طرح سے بندھے ھوئے تھے۔

وہ تیزی سے چلتی ھوئی اُن کی طرف بڑھی اور اُن کے سر پر پہنچ کر سختی سے بولی۔

"لگتا ھے کہ اپنے بیٹے کی سر گردانی کی خبریں تلاش کر رہے ھیں آپ۔۔۔۔یا پھر کسی کی ذہنی حالت تباہ ھونے کے بعد موت کی خبر دیکھ رہے ھیں؟"اُسکا انداز طنز سے بھرپور تھا۔

وہ اخبار میز پر رکھتے سیدھے ھو کر اُسے دیکھنے لگے۔

"کیا ھو گیا ھے تمہیں۔۔۔ہوش میں تو ھو؟"وہ عینک اتارتے ھوئے بولے۔

"آپ نے کسی کو ہوش میں رہنے ھی کہاں دیا ھے۔۔۔۔انسان چاھے جتنا بھی سفاک کیوں نہ ھو جائے اُسے خود سے جُڑے رشتوں سے نرمی برتنی چاھئے بابا۔۔۔۔لیکن آپ ھماری زندگیوں میں ھمیشہ ایک نیا عذاب لانے سے نہیں کترائے۔آپ نے ھمیں زندہ ھوتے ھوئے بھی زندہ نہیں چھوڑا۔۔۔۔آپ نے سب کچھ چھین لیا ھم سے۔۔۔آپ مجرم ھیں ھمارے۔"آخر میں اُسکی آواز بھرا گئی تھی۔وہ روتے ھوئے چلائی تھی۔

"چلانا بند کرو۔۔۔باپ سے بات کرنے کی تمیز نہیں رہی تمہیں؟" وہ سختی سے بولے تو وہ ایک بار پھر بلند آواز میں بولی۔

"تمیز سے بلائے جانے کے قابل نہیں ھیں آپ۔۔۔آپ نے مجھ سے میرا بھائی چھین لیا۔۔۔میری ماں آپ کی وجہ سے مجھ سے دور رھتی ھے۔۔۔آپ نے تو مجھ سے میری۔۔۔میری محبت تک چھین لی بابا۔۔۔آپ نے اپنی اولاد کو تنہا کر دیا ھے۔" آنسو لگاتار بہنے لگے تھے۔ حسن کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات واضح ھوئے تھے۔اُنھوں نے یکلخت ھی اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُسکے سامنے کھڑے ھو کر سرد نگاھوں سے اُسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں اِسی لئے میں اِس گھر سے باہر نہیں بھیجتا تھا،یہ سب تمہاری ماں کی دی گئی چھوٹ کا نتیجہ ھے جو تم کسی غیر کے عشق میں مبتلا ھو گئی اور آج تم اپنے ھی باپ کے سامنے کھڑی اپنی محبت کا رونا رو رھی ھو؟ شرم آنی چاھئے تمہیں۔دور ھو جاؤ میری نظروں سے نفرت ھے مجھے تمہارے وجود سے۔" وہ اِس قدر بلند آواز میں

بولے تھے کہ ماتھے کی رگیں تن سی گئیں۔ سفیرہ نے خود کو کانپتے ھوئے محسوس کیا تھا۔

اُسی اثنا مدیحہ بیگم اُن کی بلند آواز سن کر لان میں داخل ھوئیں تھیں۔

"مجھے کوئی افسوس نہیں ھے کہ میں نے محبت کی۔۔۔۔ میں نے اُس شخص سے محبت کی ھے جو آپ سے ہزار درجے بہتر تھا۔ مجھے کوئی افسوس نہیں ھے کہ۔۔۔۔" وہ اُن کے مقابل کھڑی کہہ رھی تھی مگر اگلے ھی پل ایک زناٹے دار تھپڑ اُسکے گال پر رسید کیا گیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو گرتے گرتے بچی تھی۔

مدیحہ بیگم تیزی سے اُسکا نام لیتیں اُس طرف بڑھی تھیں۔

جبکہ وہ بغیر کسی حیرت کے واپس اُن کے سامنے آ کھڑی ھوئی۔

"حسن علی خان جیسے شخص سے اِس کے علاوہ اور کیا توقع کی جاسکتی ھے۔۔۔ کسی دن آپ سے ھمیشہ کے لئے آزادی حاصل کرلوں گی میں اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔" وہ چہرہ اُن کے قریب کئے وحشت زدہ سی ہو کر بولی۔

مدیحہ بیگم نے پیچھے سے اُسے تھام لیا تھا۔

"لے جاؤ اِس بد تمیز کو یہاں سے۔۔۔ اِسکی ذہنی حالت زیادہ ھی خراب ھوتی جا رھی ھے۔۔۔ اور اِسکے ڈاکٹر سے بھی پوچھنا کہ کیا یہ نتیجہ ھے اُسکی ٹریٹمنٹ کا۔" وہ واپس کرسی پر براجمان ھوتے ھوئے غصے سے بولے تو مدیحہ بیگم اُسے لے کر اندر چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

★★★★★★★★★

صبح کی گہری دھند اب دھیرے دھیرے چھٹ رھی تھی۔ سورج کی ہلکی روشنی حویلی کی دیواروں کو سکون بخشنے لگی تھی۔

الماں گھر پر ھی تھا اِسی لئے وہ حویلی کے پچھلی جانب موجود اسطبل میں آگئ تھی۔ وہ نہیں چاھتی تھی کہ اُسکا ایک بار پھر اُس شخص سے سامنا ھو۔

وہ نارنجی شلوار قمیص پر ہم رنگ دوپٹہ لئے سیاہ بالوں کو چوٹی میں گوندھے ھوئے اُن تین گھوڑوں کے قریب کھڑی تھی جو ایک سیدھ میں بندھے ھوئے تھے۔ اُن میں سے ایک کا رنگ سفید تھا۔ اسطبل میں دوسری جانب ایک الگ حصہ بھینسوں کے لئے مخصوص تھا۔ وہاں صرف دو ھی بھینسیں تھیں۔

انا نے ایک جانب لگے نل سے ایک ٹب نما برتن میں پانی بھرا پھر اُسے پہلے گھوڑے کے سامنے رکھ دیا۔

گھوڑے نے بہت تھوڑا سا پانی پی کر چھوڑ دیا تھا۔ اب وہ پانی دوسرے گھوڑے کے سامنے رکھ رھی تھی۔

اُسی لمحے پیچھے کوئی بہت روانی سے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"انا زادی______آج بھی نہیں بدلی، بالکل ویسی ھی ھے۔" وہ اُسکے قریب ھی ستون سے ٹیک لگائے، ھاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے اپنا ازلی محظوظ کن انداز لئے کھڑا تھا۔

انا نے بس آہستگی سے مڑ کر اُسے متاثر کن انداز میں دیکھا۔

"اپنے نام کا پورا پورا حق ادا کیا ھے تم نے۔۔۔ مگر ایک بات پوچھنا چاھتا ھوں میں تم سے۔۔۔؟"

الماں ذرا سا چہرہ آگے کو کیے بولا۔ انا یونہی بے تاثر نگاھیں لئے اُسے بولتے ھوئے دیکھتی رھی۔

"ایک انسان میں اتنی انا کیسے آجاتی ھے وہ بھی ان حالات میں کہ جب اُسکے پاس اسکا اپنا بھی کچھ نہ ھو سوائے اُسکی اپنی ذات کے۔۔۔ کوئی انسان کیسے محض اپنی ایک ادنٰی سی ذات کی بنا پر اتنا غرور کر سکتا ھے؟" اُسکا انداز ہمیشہ کی طرح طنز اور تجسس لئے ھوئے تھا۔

www.novelsclubb.com

انا نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا۔اُس نے ایک عجیب سی نگاہ الماں پر ڈالی پھر بے نیازی سے جھکی اور پانی والا برتن تیسرے گھوڑے تک لے گئی۔

"اوہ یاد آیا تم تو بہت بے نیاز ھو۔۔۔تم توانا ھو،انازادی اور قسم سے تم واقعی انا کی دیوی ھو۔" وہ ذرا سا مسکرا کر ایک بار پھر بولا۔

"دیوی مت کہو مجھے الماں۔۔۔۔"وہ تیزی سے مڑی اور سختی سے اُسکی نگاھوں میں دیکھتے ھوئے تنبیہ کرنے لگی۔اور یہی وہ لفظ تھا جس سے وہ چِڑ جایا کرتی تھی۔

"کب سے دیکھ رھی ھوں،بولے جا رھے ھو،آخر کیا ملتا ھے تمہیں کسی کو اِس طرح سے زِچ کر کے؟"وہ ماتھے پر بل ڈالے اُسکے سامنے کھڑی پوچھ رھی تھی۔

"وہی جو تمہیں ملتا ھے۔۔۔آج تائی کے سامنے تم مجھے منافق کہہ رھی تھی۔۔۔یہ بتاؤ کون سی منافقت کی ھے میں نے تمہارے ساتھ؟"وہ سیدھا ھو کر فرصت سے اُسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"تو میں نے غلط کیا کہا ہے؟ اگر تم منافق نہ ہوتے تو اُن کے سامنے میرے ساتھ اِس طرح بات کرتے، یہاں کھڑے ہو کر تم غصہ نکال رہے ہو مجھ پر اور اُن کے سامنے ایسے ہو جیسے تم جیسا معصوم تو کوئی ہے ہی نہیں۔"

وہ طنزیہ مسکرائی اور پھر پانی والا برتن اُٹھا کر دوسری جانب لے گئی۔

"مجھے بڑوں کا احترام کرنا آتا ہے۔۔۔ کم از کم تمہاری طرح نہیں ہوں کہ کسی کا خیال کئے بغیر ہی بولنا شروع کر دوں۔" وہ بولا تو انا ہلکی سی آواز میں ہنسی تھی۔ اُس نے پلٹ کر اُسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

"تمہارے اِس عمل کے لئے تو تالیاں بجانے کا دل کر رہا ہے۔"

"تمہیں مذاق اڑانے کے علاوہ بھی کوئی کام آتا ہے؟" وہ بغیر خفگی ظاہر کئے بولا۔

"تم مجھے یہاں صرف یہ بتانے کے لئے آئے ہو کہ میں کون ہوں؟ میں کیسی ہوں؟ مجھ میں انا بہت ہے۔۔۔ اور میں بہت گھمنڈی ہوں۔۔۔۔ بس یہی؟ افسوس

ھوتا ھے مجھے تم پر کہ تمہیں دوسروں کے بارے میں سوچنے سے فرصت ھی نہیں ھے۔"

انا چند لمحات کے لئے اُسکے سامنے رُک کر بولی۔ پھر واپس جانے کے لئے قدم بڑھا دیے۔ پھر رُکی، پلٹ کر اُسے دیکھا۔

"یہاں رھنے کے لئے آئے ھو؟"

اُسکا سوال سامنے کھڑے شخص کو جلا دینے کے لئے کافی تھا۔

"میں یہاں رھوں یا نہ رھوں اِس سے تمہیں کوئی غرض نہیں ھونی چاھئے۔۔۔اور یاد رکھو احمد بھائی کا گھر ھے یہ تمہارا نہیں۔" اُسکی بات پر انا نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تم کب تک مجھے میری محرومیاں یاد دلاتے رھو گے الماان؟ جب تک انسان کا کوئی اپنا نقصان نہ ھو جائے تب تک وہ دوسرے پر یوں ھی طنز کی بارش کیا کرتا

ھے۔۔۔تم شاید بھول گئے کہ احمد بھائی جتنی محبت مجھے کہیں بھی نہیں مل سکتی،اُن کا گھر سمجھو میرا گھر۔"

وہ سکون سے کہتی ھوئی واپس پلٹ گئی۔دروازے کے قریب پہنچ کر اُسے المان کی آواز سنائی دی تھی۔

"حقیقت کچھ اور ھے انا۔۔۔" مگر وہ بغیر جواب دیے جا چکی تھی۔

★★★★★★★★

وہ اُسکے انکار کے باوجود اُسے سائیکاٹرسٹ کے پاس لے گئیں تھیں۔

مدیحہ بیگم نے اُسکی ڈاکٹر سے کافی شکایات بھی کیں تھیں کہ اُسکے ٹریٹمنٹ کا کوئی اثر نہیں ھو رھا۔بلکہ دن بدن سفیرہ کی طبیعت مزید بگڑتی جا رھی ھے۔

اب وہ اکیلی ھی اُس کمرے میں ڈاکٹر نازیہ کے سامنے بیٹھی تھی۔اُن دونوں کے درمیان ایک میز حائل تھا۔جس پر کچھ پیپرز،لیپ ٹاپ اور پانی کا گلاس رکھا تھا۔

وہ اُسے بغور دیکھ رہی تھیں اور سفیرہ ایک ہی جگہ پر ہنوز نظریں جمائے اُن کے سامنے بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ کس دور سے گزر رہی ہو سفیرہ۔۔۔مجھے بتاؤ تمہیں تمہارے ارد گرد کے لوگ کیسے لگتے ہیں؟" وہ بے حد نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔

"زہر آلود۔۔۔۔لگتا ہے ابھی آئیں گے اور خنجر کھونپ دیں میرے دل میں۔۔۔تاکہ وہ یہاں سے بھی نکل جائے۔"

سفیرہ نے ایک پل کا بھی وقت نہیں لیا تھا سوچنے میں۔

کتنی تلخ باتیں کرنے لگی تھی وہ۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کب سے وہ ایسی ہو گئی۔

ڈاکٹر نازیہ چند پل اُسے دیکھتی رہیں پھر ایک گہرا سانس لیا۔

"کیا کوئی مخلص تعلق۔۔۔یا رشتہ۔۔۔"ابھی وہ بول ھی رھی تھیں کہ سفیرہ کی بات پر ٹھہر گئیں۔

"مخلصی کی بات نہ کریں میم۔۔۔یہاں جو مخلص ھوتا ھے اُسے چھین لیا جاتا ھے۔"

"آج تک کا سب سے مخلصانہ احساس یا جذبہ کونسا ھے؟"ڈاکٹر نازیہ نے کچھ سوچتے ھوئے پوچھا۔

"اُسے یاد کرنا۔"وہ میکانکی سے انداز میں بولی۔ڈاکٹر نازیہ نے ماتھے پر بل ڈالے اُسے دیکھا۔

"کسے؟کیا تم کسی کی محبت میں مبتلا ھو سفیرہ؟"وہ ذرا آگے کو جھکی اُسے دیکھتے ھوئے نرمی سے پوچھنے لگیں۔اُنہوں نے اُس سے یہ سوال آج پہلی بار کیا تھا کیونکہ اِس سے پہلے سفیرہ نے کبھی اُن کے سامنے کسی شخص کا نام نہیں لیا تھا مگر آج وہ اُسی کے حوالے دیے جا رھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بتاؤ مجھے۔۔۔کیا محبت مسئلہ ھے ؟"اُسکا جواب نہ پا کر اُنھوں نے ایک بار پھر پوچھا۔

"محبت مسئلہ اگر ھے بھی تو یہ یونہی حل نہیں ھو جاتا مِس نازیہ۔۔۔وہ جو شافی ھے نا۔۔۔فقط وہی اِس سے شفا دے سکتا ھے۔۔۔آپ کو نہیں لگتا کہ محبت جیسا مرض لاعلاج ھوتا ھے۔۔۔؟اِس سے علاج کی صورت محبت کرنے والوں کے علاوہ کوئی پیدا نہیں کر سکتا۔۔۔محبت تو ولیوں کا کام ھے۔۔۔یہ عام لوگوں کی سمجھ میں کہاں آتی ھے۔کیا آپ کو لگتا ھے کہ میں ذہنی مریض ھوں؟اِس دنیا میں کتنے ھی لوگ ایسے ھیں جو اپنی اپنی زندگی کی لڑائیاں لڑ رھے ھیں۔۔۔کیا وہ سب لوگ بھی ذہنی مریض ھیں؟بہت سے لوگ اپنے محبوب رشتوں کو کھو کر محض نام کے زندہ رہ جاتے ھیں۔۔۔کیا ہر وہ شخص ذہنی مریض ھے جو کسی کی یاد میں روتا ھے۔۔۔جو درد میں ھے ؟"

وہ آنکھوں میں بے حد تکلیف لئے کہہ رہی تھی۔ڈاکٹر نازیہ نے کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے ھی تھے مگر سفیرہ نے ھاتھ کے اشارے سے اُنہیں روکا۔

"میں آپ سے ایک بات پوچھوں مِس نازیہ۔۔۔؟جب آپ کو اپنے ماں باپ سے محبت کے بجائے نفرت بھی ڈھنگ کی نہ ملے تو آپ دنیا سے بیزار ھونے لگتے ھیں۔۔۔آپ کو اپنا ھی وجود حقیر اور بے معنی سا لگنے لگتا ھے۔۔۔اور پھر اچانک کسی دن آپ کی ملاقات ایک شخص سے ھو جاتی ھے،جو آپ کی پرواہ کرتا ھے۔۔۔جو آپ کو اُس احساسِ کمتری سے نکال کر دنیا کے کئی ایسے پہلوؤں سے روشناس کرواتا ھے جن کے بارے میں آپ نہیں جانتیں۔وہ آپ کو دنیا کی حقیقت دِکھاتا ھے،اندھیروں سے نکال کر روشنیوں میں لے جاتا ھے اور آپ اُسے پسند بھی کرنے لگتی ھیں۔۔۔ایک وہی تو ھے جسے آپ کا خیال ھے۔۔۔جو آپ کو یہ احساس دلاتا ھے کہ آپ بے معنی یا فضول نہیں ھیں۔۔۔آپ کی زندگی کا مقصد ھے،آپ اُس کے لئے جینا شروع کر دیتی ھیں۔۔۔اور پھر ایک دن آپ

www.novelsclubb.com

سے کہا جاتا ھے کہ چھوڑ دو اُس شخص کو۔۔۔یہ تمہارے لئے نہیں بنایا گیا۔اور آپ کو اُسے چھوڑنا پڑتا ھے۔کیا اِس سب کے بعد آپ خوش رھیں گی؟ کم از کم میں تو نارمل ھو کر نہیں رہ سکتی۔۔۔میں تکلیف میں ھوں۔۔۔کیا میں بھول جاؤں سب اور خوش رھوں؟ میں یہ کبھی بھی نہیں کر سکتی میم۔"

وہ خاموش ھو گئ تھی۔ڈاکٹر نازیہ ساکت سی اُسے دیکھ رھیں تھیں۔اُن کی آنکھوں میں اداسی سی پھیل گئ تھی۔

"میں تمہیں بس نصیحت ھی کر سکتی ھوں سفیرہ۔۔۔خود کو جتنا بھی پُر سکون رکھ سکتی ھو رکھو۔۔۔اور جب بھی کوئی چیز زیادہ پریشان کرے تو مجھ سے کانٹیکٹ کر سکتی ھو۔۔۔۔میں تمہیں مزید زیرِ علاج نہیں رکھوں گی۔۔۔ھاں لیکن میں تم سے کچھ باتیں کر کے تمہیں پُر سکون کرنے کی کوشش ضرور کر سکتی ھوں۔"وہ کہہ کر مسکرائیں تو سفیرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

واپس پہنچنے تک وہ سارے راستے غائب دماغی میں کھڑکی سے باہر سڑک پر چلتی گاڑیاں دیکھتی رہی۔

★★★★★★★★

وہ فوڈ اسٹریٹ پر آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ذہن کہیں دور سوچوں میں اُلجھا ہوا تھا جب اچانک ہی اُسے تیزی سے اپنے قریب سے گزرتی لڑکی دکھائی دی۔وہ بنفشی شلوار قمیص میں ملبوس سفید چادر اپنے گرد لپیٹے آدھا چہرہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھی۔اُسے وہ کوئی بہت جانا پہچانا سا وجود لگا تھا۔۔۔سفید چادر میں لپٹی۔۔۔۔جانی پہچانی سی لڑکی۔

www.novelsclubb.com

احمد کی سانسیں ایک دم ہی تیز ہوئیں تھیں۔وہ بے تابی سے اُس لڑکی کے پاس بھاگنے کے سے انداز میں پہنچا تھا۔ابھی وہ آگے بڑھ کر اُسے کچھ کہنے ہی والا تھا مگر وہ لڑکی ذرا آگے بڑھ کر نیچے کھڑے چھوٹے سے بچے کو جھک کر اُٹھانے لگی۔یوں کرتے ہوئے اُس نے اپنی چادر کا نقاب والا حصہ چھوڑ دیا تھا۔اُسکا چہرہ عیاں ہو گیا

تھا۔احمد وہیں رُک گیا۔اوہ خدایا!!وہ تو۔۔۔۔وہ تو کوئی اور تھی۔اُس نے یکلخت
ھی آسمان کی جانب چہرہ اُٹھا کر آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس لیا تھا۔کیا ایسا بھی
ھوتا ھے بھلا؟اُسکا دل چاھا کہ اپنا دل ھی نکال کر باھر پھینک دے۔۔۔۔
آنکھیں بلاوجہ ھی نم ھوئیں تھیں۔مگر پھر وہ زبردستی مسکرایا اور سر جھٹکتا ھوا آگے
بڑھ گیا۔

ایک کارنر میں بیٹھتے ھوئے اُس نے کافی کا آرڈر دیا تھا۔مگر اُسی لمحے اُس نے کافی
شاپ میں ایک لڑکی کو داخل ھوتے ھوئے دیکھا۔وہ اُسے کہیں دیکھی ھوئی لگ
رھی تھی۔مگر پھر وہ فوراً ھی ذہن کو جھٹک کر اپنا وہم سمجھتے ھوئے چہرہ جھکا گیا۔

اگلے چند لمحات سرکنے کے بعد وہی لڑکی کافی لئے اُسکے سامنے کھڑی تھی۔

"سر آپکی کافی۔" احمد نے چہرہ اُٹھا کر اُسے دیکھا۔وہ حیران ھوا تھا اُسے دیکھ کر۔یہ
لڑکی تو وہی تھی۔۔کنزہ۔۔۔ھاں کنزہ نور۔جو ابھی کچھ دن پہلے ھی اُس کے آفس

میں جاب لینے کے لئے آئی تھی۔اُس کا حلیہ معمول کے مطابق سادہ تھا۔وہ خود بھی احمد کو دیکھ کر حیران نظر آرہی تھی۔

"تم۔۔۔یہاں؟"احمد نے اُسے سوالیہ نگاھوں سے دیکھا۔وہ چند پل لب کاٹتی رھی پھر دھیرے سے بولی۔

"جی۔۔۔میں یہاں کام کرتی ھوں۔"اُس کا لہجہ بے حد سادہ تھا۔

"نظر آرھا ھے کہ کام کرتی ھو تم یہاں۔۔۔لیکن کیوں؟"وہ سرمئی نگاھوں میں استفہامیہ تاثر لئے اُسے دیکھ رھا تھا۔

"وہ۔۔۔میں۔۔۔جب آفس سے آف ھو تو میں یہیں پر کام کرتی ھوں۔۔۔فارغ رھنے کا دل نہیں چاھتا اِس لئے۔"جانے کہاں سے الفاظ کا چناؤ کر کے لائی تھی وہ۔

احمد نے اُسے عجیب سے انداز میں دیکھا تھا وہ نظریں چُرا گئی۔

"اگر فارغ نہیں رہ سکتیں تو آفس ہی آجایا کرو۔۔۔ کہو تو تمہارے لئے آج کے دن بھی آفس کھلوا دیتا ہوں۔" لہجہ بے حد معمولی تھا۔ کنزہ نے اُسے نا سمجھی سے دیکھا۔ وہ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"جاؤ ایک کافی اپنے لئے بھی لے آؤ۔۔۔ تم سے کچھ بات کرنی ہے مجھے۔" وہ اُسکے ہاتھ سے کافی لیتا اِس انداز میں بولا کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی واپس پلٹ گئی۔

جب تک وہ واپس لوٹی تو ہاتھ میں ایک اور کافی تھی۔ احمد نے اُسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ ہلکا سا کھنکارتی ہوئی اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔ یہ واضح اعلان تھا کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بیٹھ رہی۔

"اب سچ بتاؤ۔" وہ سکون سے بولا تو کنزہ نے اُسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"پہلے تم نے جھوٹ کہا۔۔اب میں سچ پوچھ رہا ہوں۔" احمد نے شانے اُچکائے تو وہ محض نظریں جھکا کر رہ گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔میں کیوں جھوٹ بولوں گی آپ سے؟" وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھی۔

"تا کہ مجھے حقیقت کا پتا نہ چل سکے۔۔۔انسان جھوٹ اُسی وقت بولتا ہے جب وہ کوئی بات چھپانا چاہتا ہے۔ تمہاری یہ جو سیاہ آنکھیں ہیں نا۔۔۔یہ بالکل میری بہن کی آنکھوں جیسی ہیں۔۔۔وہ مجھ سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتی کیونکہ اُسکی یہ سیاہ آنکھیں سب اُگل دیتی ہیں۔ سیاہ آنکھیں رازدار ہوتی ہیں۔۔۔اِن میں بہت سے راز پنہاں ہوتے ہیں، لیکن یہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتیں۔۔۔چلو اب مجھے سب کچھ سچ بتاؤ۔۔۔شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔" وہ ایک بھی تاثر چہرے پر لائے بغیر بولا۔ کوئی چہرہ کیسے اِس قدر بے تاثر ہو سکتا ہے۔۔۔کنزہ نے بے اختیار ہی سوچا تھا۔

"دیکھیں سر۔۔۔کچھ مسائل ایسے ھوتے ھیں کہ دوسروں کو بتا کر اُن کے حل نہیں نکلتے۔۔۔۔۔"ابھی وہ بول رھی تھی احمد نے اُسکی بات کاٹی۔

"تم مجھے پھر بھی بتا سکتی ھو۔۔۔۔حل کیسے نکالنا ھے میں اچھے سے جانتا ھوں۔" اُس نے کہہ کر کافی کا ایک گھونٹ بھرا۔

"میں یہ جاب اپنی مرضی سے نہیں کر رھی۔۔۔۔میرے ماں باپ اِس دنیا میں نہیں رھے۔۔۔اور یہاں میں اپنے ماموں کے ساتھ رھتی ھوں۔"وہ خاموش ھو گئی تھی۔شاید آگے بتانے نہیں ھو رھا تھا۔

"پھر۔۔۔؟"

"ماموں ذہنی طور پر ٹھیک نہیں۔۔۔وہ شراب پیتے ھیں۔۔۔ہر وقت بس یہی ایک کام ھے اُن کا۔۔۔اُن کے پاس کوئی جاب نہیں ھے،نہ ھی وہ کرنا چاھتے ھیں۔۔۔اِس لئے مجھے ھی کام کرنا پڑتا ھے ورنہ سارا گھر تہس نہس کر دیتے ھیں

www.novelsclubb.com

وہ۔" وہ نگاھیں جھکائے کہہ رہی تھی۔آنکھوں میں تکلیف تھی۔۔۔نمی تھی جسے وہ ظاہر نہیں کروانا چاھتی تھی۔

"ٹھیک ھے۔۔۔کیا تم مجھے اپنے گھر لے جاسکتی ھو۔۔۔میں بات کروں گا اُس سے۔" احمد نے خود کو نارمل رکھتے ھوئے پوچھا۔

"بات کرنے کے قابل نہیں ھیں وہ۔۔۔میں بہت دفعہ بات کر کے دیکھ چکی ھوں لیکن وہ۔۔۔" کنزہ کے چہرے پر سایہ سالہرایا۔اُس نے بات وہیں چھوڑ دی۔ آنکھوں کی نمی برقرار تھی۔

احمد نے جانچتی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"کیا۔۔۔کیا وہ تمہیں مارتا بھی ھے؟" احمد نے اُسکی آنکھوں میں جھانکتے ھوئے پوچھا۔کنزہ نے ایک جھٹکے سے اُسے دیکھا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔"اُسکی آواز کانپنے لگی تھی۔اُس نے احمد جبریل کی نگاھوں کو سُرخ ھوتے دیکھا تھا۔ایسی سُرخ نگاھیں جو اُس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اُسے ایک پل کے لئے خوف محسوس ھوا تھا۔

"تم مجھے لے کر جا رھی ھو یا نہیں؟"احمد نے تحمل سے پوچھا تھا البتہ نگاھیں ویسی ھی رھیں۔

کنزہ نے اُسے دیکھ کر نا چاہتے ھوئے بھی گردن اثبات میں ہلا دی۔

وہ اب اُسے اپنے گھر لے کر جا رھی تھی۔دھڑکن بدستور ھی رھی۔جوں جوں گھر قریب آتا جا رھا تھا وہ بے چین ھوتی جا رھی تھی۔

گھر کے باھر پہنچ کر وہ ایک لمحے کو رُک کر اُسے دیکھنے لگی۔پھر دروازہ وا کرتی اُسے اندر لے گئی۔

"آپ۔۔۔آپ بیٹھئے۔" کنزہ نے اُسے لاؤنج میں پڑے صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔وہ بغیر کچھ کہے خاموشی سے بیٹھ گیا تو وہ کمرے میں چلی گئی۔

کافی دیر کے بعد جب وہ باہر نکلی تو اُسکے پیچھے ایک پکی عمر کا شخص بھی تھا۔اُسکے بال یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے نوچے ھوئے ھوں۔چہرے پر ہلکی داڑھی آدھی سفید تھی۔احمد اُسے دیکھتے ھی اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔

کنزہ نے اُن دونوں کا تعارف کروایا۔اُسکا چہرہ جانے کیوں زرد پڑتا جا رھا تھا۔

"یہ میرے ماموں ھیں۔۔۔قیصر۔۔۔اور ماموں یہ سر احمد جبریل ھیں۔۔۔میں جس انڈسٹری میں کام کرتی ھوں اُسکے اونر ھیں۔" اُسکی آواز کھوکھلی تھی۔

احمد نے ھاتھ ملاتے ھوئے اُس شخص کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ اُسے پہلے ھی خاصا حواس باختہ دکھائی دے رھا تھا۔

"مِس کنزہ نور۔۔۔"احمد ایک دم ھی کنزہ کی طرف پلٹا تھا۔وہ اُسکی طرف متوجہ ھوئی۔

"کیا تم ھمیں کوئی الگ جگہ دکھا سکتی ھو۔۔۔مجھے اِن سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ھے۔"وہ کہہ کر معصومیت سے مسکرایا۔کنزہ نے پھیلی ھوئی سیاہ نگاھوں سے اُسے دیکھا۔قیصر بھی ماتھے پر بل ڈالے کنزہ کو دیکھ رھا تھا۔

"کیوں قیصر صاحب۔۔۔آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں اگر آپ سے کچھ جان پہچان بڑھالی جائے؟"احمد کا انداز کچھ دیر پہلے سے بدلا بدلا سا تھا۔اِس سے پہلے کہ قیصر کچھ کہتا کنزہ نے فوراََھی کہا۔

"جی آپ اُس کمرے میں بات کر سکتے ھیں۔"وہ بمشکل ھی بولی اور اُنہیں ایک کمرے میں لے گئی۔

اُنہیں وہیں چھوڑ کر وہ واپس لاؤنج میں آ چکی تھی۔کنزہ نے آنکھیں بند کر کے خود کو کمپوز کرنا چاہا۔اُسے محسوس ہوا تھا وہ کانپ رہی تھی۔وہ دل پر ہاتھ رکھے، آنکھوں میں خوف لئے کچھ پل یوں ہی کھڑی رہی۔

"اگر احمد سر نے اُسے میرے بارے میں کچھ کہا کہ میں نے شکایت کی ہے تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔۔وہ شخص مار دے گا مجھے۔۔۔"وہ آنکھوں میں نمی لئے سوچنے لگی۔سر میں درد کی ٹھیسیں اُٹھنے لگی تھیں۔دس منٹ بعد اُسے کمرے سے وہ نکلتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ہلکے ہلکے بال ماتھے پر گر رہے تھے۔چہرے پر سکوت تھا مگر کچھ تھا جو بہت خوفناک تھا اُسکے چہرے پر۔۔۔اُسکی سُرخ ہوتی سُرمئی نگاہیں۔۔۔وہ جان لیوا حد تک خطرناک تھیں۔

www.novelsclubb.com

"بہت اچھا لگا تمہارے ماموں سے مل کر۔۔۔۔اچھے انسان ہیں،زیادہ تردد نہیں کرتے،ملنے آتا رہوں گا میں۔۔۔۔دوستی جو ہو گئی ہے۔"وہ اُس کے قریب پہنچ کر فارمل سے انداز میں کہہ کر مسکرایا۔کنزہ غائب دماغی سے سب کچھ سنتی رہی۔

"ٹھیک ھے چلتا ھوں۔۔۔۔زندگی رھی تو پھر ملاقات ھو گی۔"اُس نے اپنے ازلی آخری کلمات کہے تو کنزہ خود کو مشکل سے ہوش میں لائی۔

"اللہ حافظ۔"اُس نے کہا تو وہ لاؤنج سے باہر نکل گیا۔کنزہ نے ذرا سا آگے ھو کر اُسے جاتے ھوئے پیچھے سے دیکھا۔

کتنا الگ تھا وہ شخص۔۔۔اُسکے چلنے کا انداز۔۔۔اُسکے بات کرنے کا انداز،اور خاص طور پر اُسکی پر کشش آنکھیں،جو اُسکی شخصیت کا خاصا تھیں۔

اُس وقت اُسکے چلنے کا انداز پُر سکون اور قابلِ ستائش تھا۔مگر وہ کسی خیال کے تحت واپس پلٹ آئی اور اُسکے ذہن میں ایک جھماکہ ھوا تھا۔

وہ بھاگتی ھوئی کمرے میں گئی۔وہاں وہ سامنے ھی بیٹھا پانی کا گلاس ھاتھ میں لئے گہرے سانس لے رھا تھا۔

وہ دروازے میں ھی کھڑی رھی۔ قیصر نے چہرہ اُسکی طرف پھیرا پھر بڑے نرم لہجے میں اُس سے مخاطب ھوا۔

"اب تم کافی شاپ میں کام نہیں کرو گی۔" اُسکے لہجے اور انداز پر وہ حیران بھی ھوئی تھی اور اُسے نا سمجھی سے دیکھ بھی رھی تھی۔

"آج سے میں وہاں کام کروں گا۔۔۔" وہ اچانک سے کیسے اتنا نرم ھو سکتا تھا۔ کنزہ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرھا تھا۔

آخر کون سا سحر پھونک کر گئے تھے سر احمد۔۔۔۔ جو قیصر کا رنگ و روپ مکمل طور پر بدل گیا تھا۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔

★★★★★★★★

جونہی شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو اُس نے کھڑکی سے باھر جھانکنے کی کوشش کی۔ باھر ٹھنڈ جما دینے والی تھی البتہ برف باری بہت پہلے ھی تھم چکی تھی۔ اُس نے دل ھی دل میں شکر کیا اور واپس کمرے میں آکر الماری سے اپنا سفید رنگ کا کوٹ نکالا

www.novelsclubb.com

جس کے پیچھے ہٹ بھی تھی۔ابھی وہ اُسے دیکھ ہی رہی تھی جب مہک کی نظر اُس پر پڑی۔

"کہیں باہر جانے کا ارادہ ہے؟"اُس نے علما کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں وہ بس ایسے ہی باہر جانے کو دل چاہ رہا تھا۔"وہ کچھ سوچتے ہوئے بمشکل ہی بولی تھی۔وہ اُسے نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اتاش سے ملنے جارہی ہے، پتہ نہیں وہ کیا کیا مطلب نکالتی،اور اُسے تو یہ سب باتیں پسند بھی نہیں۔اِسی لئے اُس نے نہ بتانا ہی مناسب سمجھا۔

"اِتنی ٹھنڈ میں باہر جانے کو دل چاہ رہا ہے؟پاگل تو نہیں ہوگئی ہو؟"مہک کو حیرت ہوئی تھی۔

"تو اِس میں کیا ہے؟تم تو جانتی ہو مجھے ٹھنڈ بہت کم لگتی ہے،اور پھر اِسی لئے تو یہ کوٹ پہن کر جارہی ہوں۔"اُس نے کوٹ کی جانب اشارہ کیا اور پھر اُسے پہن لیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا پھر۔۔۔۔۔میں بھی چلوں ساتھ، اکیلی یہاں کیا کروں گی؟" وہ بولی اور ساتھ ھی اُس نے علما کا چہرہ سفید پڑتے دیکھا تھا۔

"تم۔۔۔۔تم رھنے دو مہک۔۔۔تم پہلے ھی بیمار تھی اب مزید ٹھنڈ لگ جائے گی، تم آرام کرو۔۔۔۔ٹھیک ھے؟ میں چلتی ھوں۔۔۔۔بائے۔" وہ بہت جلدی میں کہتی کمرے سے باھر نکل گئی۔ مہک اُسے جاتے ھوئے دیکھ کر شانے اُچکا کر رہ گئی۔

ریور کیم اُن کے اپارٹمنٹ سے بہت کم فاصلے پر اور یونیورسٹی کے بالکل ساتھ تھا۔ یہاں اور بھی بہت سے کیمبرج کے کالجز تھے جن کو جاتے پُل ریور کیم کے اوپر تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ ریور کیم یونیورسٹی کے آرائشی سبزہ زار کے ذریعے کالجز کی مرکزی لائن سے پیچھے بہتا تھا اور بہتا ہی چلا جاتا تھا۔ اِس ریور کیم پر کلئیر کالج کو جاتا کلئیر برِج، کنگز کالج کا کنگز برِج اور کوئینز برج کے علاوہ اور بھی کئی پُلوں کی ایک فہرست تھی۔ یونیورسٹی اور کالجز کی ایک لمبی فہرست کے باعث کیمبرج کو انگلینڈ کا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

واحد حقیقی "یونیورسٹی ٹاؤن" بھی کہا جاتا ھے۔ یہ یونیورسٹی اور کالج شاندار تعمیراتی خصوصیات کے حامل ھیں۔

کیمبرج کے باھر جلتی لائٹس نے ارد گرد کے ماحول کو روشن کر رکھا تھا۔ سامنے برِج پر بھی روشنیاں چمک دمک رھیں تھیں۔

وہ تیزی سے چلتی جا رھی تھی۔ اُسے وہ دور سے ھی نظر آگیا تھا۔ وہ لکڑیوں سے آگ جلائے اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔

"کب سے یہیں بیٹھا تمہارا انتظار کر رھا تھا۔۔۔۔ خوشی ھوئی کہ تم آئیں۔" اُسکے قریب پہنچنے پر وہ سر اُٹھا کر اُسے دیکھتے ھوئے بولا۔

"لگتا ھے کہ تمہیں بھی کافی ٹھنڈ لگتی ھے۔" وہ سامنے جلتی لکڑیوں کو دیکھ کر بولی اور پھر اُس کے ساتھ ھی بیٹھ گئی۔

"ھاں کیوں کہ میں بھی انسان ھی ھوں۔" وہ دلچسپی سے بولا۔

"اچھا۔۔۔میں تو پھر ایلئین ھوں گی۔۔۔۔کیونکہ مجھے ٹھنڈ نہیں لگتی۔"

"اب اگر اتنا گرم کوٹ پہننے کے بعد بھی کوئی یہ کہے کہ اُسے ٹھنڈ نہیں لگتی تو یہ تو ناانصافی ھے۔"اُس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔اور اِس بات پر علما نے ایک جان دار قہقہہ لگایا تھا اور پھر وہ ہنستی چلی گئی۔یہاں تک کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔

"ہنستے ھوئے بالکل کوئی چڑیل لگ رھی ھو۔"اور وہ مزید ہنسی تھی۔کچھ دیر بعد اُس نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو چپ کروایا تھا۔

"تمہیں پتہ ھے میں مہک سے جھوٹ بول کر آئی ھوں۔"چندپل کے بعد وہ سنجیدگی سے بولی جب تک وہ آگ سے کھیل رھا تھا۔اُس نے چہرہ موڑ کر علما کو دیکھا۔

"کیوں، کس بات کا جھوٹ؟"

"یہی کہ میں تم سے ملنے نہیں بس یونہی باھر گھومنے جا رھی ھوں۔" اُسکے چہرے پر تاسف ظاھر تھا۔

"لیکن کیوں ؟ اُسے ھمارے ملنے سے کوئی مسئلہ ھے کیا؟" وہ کافی سنجیدہ لگ رھا تھا۔

"نہیں لیکن مجھے ایسا لگتا ھے کہ شاید اُس کو برا لگے۔۔۔ کہ میں کیوں تم سے مل رھی ھوں۔" وہ اُلجھن میں تھی اور وہ اپنی اُلجھنیں اُسے ھی بتایا کرتی تھی۔

"اِس میں بُرا لگنے والی تو کوئی بات نہیں ھے۔۔۔ ھم دوست ھیں، مل سکتے ھیں۔" اُس نے شانے اُچکائے۔ کیا اُسکے لئے وہ صرف ایک دوست تھی؟ کیا وہ اُسے صرف ایک دوست کی اھمیت دیتا تھا؟ کیا وہ اِس وقت محض اِس لئے اُسکے ساتھ بیٹھا تھا کہ وہ صرف دوست تھے؟ بہت سارے سوال تھے جو اُس پل ذہن میں آئے تھے۔

"مہک کہتی ھے کہ لڑکے اور لڑکی کی دوستی صرف دوستی نہیں ھوتی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ھے اتاش؟ کیا وہ ٹھیک کہتی ھے؟" وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا پوچھ رھی ھے مگر وہ واقعی اُس سے پوچھ رھی تھی۔ اتاش نے خاموش نگاھوں سے اُسے دیکھا۔

"ھاں شاید وہ ٹھیک ھی کہتی ھے۔۔۔ تم میرے لئے دوست سے بھی بڑھ کر ھو، دوسری لڑکیوں سے الگ ھو تم۔۔۔ تم میں کچھ ایسا ھے جو مجھے تمہارے قریب رھنے پر مجبور کرتا ھے۔۔۔ تم سے بات کرنے پر مجبور کرتا ھے۔" اُس نے اپنا بایاں ھاتھ علما کے ھاتھ پر رکھ کر کہا تھا۔ علما نے اپنے دل کو پھڑ پھڑاتے ھوئے محسوس کیا تھا۔ تو کیا وہ اُس سے اپنے جذبات کا اظہار کر رھا تھا؟ کیا واقعی؟ ریور کیم کے پانی میں ہلچل مچی تھی، وہ کتنے ھی پل وہاں ساکت بیٹھی بغیر پلک جھپکے اُسے دیکھتی رھی۔ اُسکی آنکھوں میں سامنے جلتی آگ کا عکس تھا۔ وہ اپنا ھاتھ اُسکے ھاتھ سے ہٹا چکا تھا مگر وہ اُسکا لمس ابھی بھی محسوس کر سکتی تھی۔ کبھی کبھی لگتا ھے نا کہ

ھم دنیا کہ خوش قسمت ترین انسان ھیں۔اور پھر وقت ھر بات سمجھا دیتا ھے، یہاں تک کہ تعلقات کی حقیقت بھی۔

"آتش۔۔۔"کچھ دیر بعد وہ اُس آگ کو دیکھ کر بولا تو علما جیسے ھوش میں واپس لوٹ آئی۔

"آتش اور اتاش دونوں ملتے جلتے الفاظ ھی ھیں۔۔۔کیا اِن کا مطلب بھی ایک جیسا ھے؟"وہ جیسے کچھ یاد آنے پر بولی۔

"ھاں____آتش کا مطلب بھی آگ ھے اور اتاش بھی اِنہی معنوں میں استعمال ھوتا ھے۔"وہ اُسکی طرف متوجہ ھوتے ھوئے بولا۔

"جس نے بھی تمہارا نام اتاش رکھا ھے کیا سوچ کر رکھا ھوگا؟آگ۔۔۔۔آگ تو ھر شے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ھے۔آگ تو بہت خود غرض ھوتی ھے،یہ تو اُن لکڑیوں کو بھی نگل لیتی ھے جو اسکی زندگی کا ذریعہ ھوتی ھیں۔"وہ اُس آگ کو دیکھ رھی تھی جو اُن لکڑیوں کو کھائے جا رھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کسی ایک کو زندگی دینے کے لئے دوسرے کو تو مرنا ھی پڑتا ھے، مگر آگ صرف خود غرض نہیں ھوتی۔۔۔ کبھی کبھی یہ آگ ھی ھمارے لئے ایک مسیحا بن جاتی ھے۔۔۔ کبھی سردی کو کم کر کے تو کبھی اندھیرے میں روشنی کر کے۔۔۔ ھر بار آگ خود غرض نہیں ھوتی علما۔" وہ نرمی سے کہہ رھا تھا۔ اور اُسے سن کر اچھا لگا تھا کہ وہ ایک مثبت سوچ رکھنے والا شخص ھے۔

"وہ غزل میں نے خود لکھی تھی۔۔۔ میرے اپنے الفاظ ھیں وہ تمہارے لئے۔۔۔ کیا تمہیں پسند آئی؟" وہ ابھی بھی آگ پر نظریں جمائے بولی۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں؟" اتاش نے مسکراتے ھوئے جواباً اُسی سے سوال کیا۔ علما نے اپنی سُرمئی نگاھیں اُسکی جانب موڑیں۔

"بہت اچھی لگتی ھو تم مجھے۔۔۔۔ معصوم اور پیاری۔ سب لڑکیاں ایسی ھی ھوتی ھیں یا پھر مجھ پر خاص عنایت کی گئی ھے؟" اُسے دیکھتے ھوئے اتاش نے ایک بار بھی اپنی بھوری پلکیں نہیں جھپکی تھیں۔ علما کا چہرہ گلابی پڑنے لگا تھا۔

"تمہیں مجھ سے غرض ہونی چاہئے کہ میں کیسی ہوں، باقی لڑکیاں کیسی ہیں اُس سے نہیں۔" وہ مسکرائی۔اتاش نے پوری طرح سے خود کو اُسکی جانب موڑا۔

"تم بہت اچھی ہو، بہت خاص ہو۔۔۔پسند کرتا ہوں میں تمہیں لیکن اگر میں تم سے پوچھوں کہ میں کیسا ہوں تو تم کیا کہو گی؟" اُس نے علما کے گلابی پڑتے چہرے کو ذرا سر جھکا کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم۔۔۔" علما نے اپنی چمکتی ہوئی نگاہیں اوپر اُٹھا کر اُسے دیکھا۔

"تم اگر مجھ سے پوچھو کہ تم کیسے ہو تو میں تم سے کہوں گی تم محبت جیسے ہو۔۔۔خوبصورت اور سکون بخش۔۔۔تم کوئی ساحر ہو جس نے مجھے اپنے سحر میں گرفتار کر رکھا ہے۔۔۔میں چاہوں بھی تو اِس سحر سے نہیں نکل سکتی۔۔۔تم زندگی ہو اتاش۔۔۔جسے جتنا چاہا جائے کم ہے۔" وہ چپ ہوئی تو ارد گرد بکھرا

طلسم ٹوٹ گیا۔اتاش مسکرایا تھا۔وہ دونوں ساتھ تھے۔زندگی بہت خوبصورت لگنے لگی تھی۔اعتراف کر لئے گئے تھے،توقعات بڑھ گئیں تھیں۔

اُس رات کے بعد سے اُسے اپنے اور اتاش کے تعلق پر یقین سا ہو گیا تھا۔وہ اُس پر بھروسا بھی کرتی تھی اور اُس کا ردِ عمل ھمیشہ اچھا ھی ھوتا تھا۔

★★★★★★★★

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com